رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

الحکم

چھپا دستِ ہمت میں زورِ قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

عام قیمت پانچ روپیہ

ایڈیٹر:- شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۲۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۱۸ء | نمبر ۴۴

دار الامان کا ہفتہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت الحمد للہ رو بافاقہ ترقی کر رہی ہے

اگرچہ جلسہ سالانہ ان اسباب اور وجوہات کی بنا پر جنکا ذکر ہو چکا ہے ایسٹر کی تعطیلات پر ملتوی کر دیا گیا تھا تاہم بہت سے احباب ان ایام میں بھی قادیان پہونچے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے آمین:

۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے احباب کے مجمع کو دیکھ کر باوجود ضعف کے آج قبل دوپہر ایک معنی خیز اور ہمت افزا تقریر حقیقی زندگی کے موضوع پر فرمائی جس میں خدمتِ دین کے لئے احباب کو اپنی زندگیوں کو لگا دینے کی تحریک کی:

اور بتایا کہ حقیقی زندگی قربانی سے ملتی ہے سلسلہ کی ضروریات اور جدید انتظامی سکیم کی تصریح کرتے ہوئے آپ نے کام کرنے والے آدمیوں کی کمی کا اظہار کرتے ہوئے احباب کو اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے اپنی ہمتوں اور مساعی کو متفقہ مرکز پر لگا دینے کی ترغیب دلائی:

یہ تقریر انشاء اللہ بہت جلد شایع ہو جائیگی حقیقت میں جب تک ہمارے اندر سلسلہ کی خدمت کے لئے ایک جوش اور ولولہ پیدا نہیں ہوتا اور اس کے لئے ہم سب کچھ نثار کر دینے کی ہمت نہیں پاتے اس وقت تک وہ برکات اور فضل جو کسی قوم پر متحد فی الارادہ ہو کر ملنے میں نازل نہیں ہو سکتے:

حضرت خلیفۃ المسیح چاہتے ہیں کہ وہ جوان ہمت ہیں جن کے جذبات اور جوشوں پر ایک قسم کی موت آ چکی ہے جو برداشت اور حوصلہ سے کام کر سکتے ہیں یہاں آکر سلسلہ کے کاموں میں حصہ لیں۔ اور اپنے اوقات کی قربانیاں کریں۔ وہ لوگ جو ابتک اس قسم کی آواز پر لبیک نہیں کہہ سکے۔ امید ہے اب اٹھیں گے اور ان ایام مبارکہ کو اپنی زندگی کا بہترین حصہ بنائیں گے۔ ایسے لوگ جو اپنی زندگی خدمتِ دین کے لئے دے سکیں براہ راست حضرت خلیفۃ المسیح کو اطلاع دے سکتے ہیں:

انوار احمدیہ پریس میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی شایع ہوا

کھلی چِٹھی بنام قاضی ظہورالدین صاحب اکمل

میرے مکرم و محترم بھائی جناب سیٹھ اسماعیل آدم صاحب سوداگر بمبئی نے مندرجہ بالا عنوان سے ایک مضمون الحکم کے ذریعہ شائع کرنے کے لئے بھیجا ہے ہر چند میرا مسلک اسی دور جدید میں یہ رہا ہے کہ ایسے مضامین کو کلیۃً اپنے معزز معاصرین الفضل اور فاروق کے لئے چھوڑ دوں جو اندرونی نزاع کے متعلق ہیں میں آغاز خلافت ثانیہ میں دو سال تک بہت کچھ لکھ چکا ہوں اور جبکہ خلافت کی تمکین خدا کے فضل سے ہو چکی اس قسم کی نزاعیں کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں کرتی ہیں لیکن جبکہ میں قاضی اکمل صاحب کی ایک کھلی چِٹھی چھاپ چکا ہوں۔ میرا فرض ہے کہ اگر اس پر کوئی تنقید ہو تو اسے بھی چھاپ دوں اور پھر اس کے جواب الجواب پر ختم کر دوں یہ اصول میرا اختراع کردہ نہیں عام طور پر مسلم ہے جو شخص ابتدا کرے اسی کو ختم کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب نے جو اعلان حال میں اپنی تقریروں پر تنقید کے لئے کیا اس میں اسی اصل پر مدار ہے۔ قاضی اکمل صاحب اگر چاہیں تو اس کی کھلی چِٹھی کا جواب شائع کر سکیں گے۔

مکرم سیٹھ اسماعیل آدم صاحب کی چِٹھی پر مجھے کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ شاید قاضی صاحب اس کا جواب دیں البتہ بعض بعض مقامات پر نوٹ دیدیئے ہیں جن سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ سیٹھ صاحب مکرم کو ایک غلط فہمی ہوئی ہے۔ مجھے یقین کرنا چاہیئے کہ وہ اس غلط فہمی سے نکلنے کے لئے سعی کریں گے سیٹھ صاحب نے اس کھلی چِٹھی کے ساتھ ایک تمہیدی چِٹھی میرے نام لکھتے ہوئے جمہوریت اور شخصیت پر بھی ایک بحث کی ہے اور موجودہ جنگ یورپ کو جمہوریت اور شخصیت کی جنگ قرار دیکر اپنے اختلاف کو بھی اسی رنگ میں دیکھنا چاہا ہے۔ یہ ایک جدا موضوع ہے اور کھلی چِٹھی کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں میں اسے نظر انداز کرتا ہوں اس لئے کہ سیٹھ صاحب مکرم اور قارئین الحکم کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اسلام جمہوریت یا شخصیت کی اصطلاحوں سے کام نہیں لیتا۔ اسلام میں **خلافت** ہے۔ اور خلافت کے حقوق قرآن و حدیث اور دستور العمل خلفاء راشدین سے ظاہر ہیں۔ موجودہ جنگ میں جو صلح ہوئی ہے اس میں اتحاد شکن فریق نے ہتھیار ڈالدیئے۔ اس نے جمہوریت یا شخصیت کی بحث کر کے جمہوریت کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ بلکہ امن عامہ کے اغراض مشترکہ اور مفاد متحدہ کے سامنے اطاعت کا سجدہ کیا ہے۔

اسی طرح جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد ایک لائن یعنے خلافت پر چل رہی تھی ایک فریق اسی صراط مستقیم سے ہٹ کر بر سر فاش ہوا۔ اور اس نے چاہا کہ جماعت کو اپنی بات منوائے خواہ وہ کیسی ہی غلط کیوں نہ ہو اس لئے اس نزاع میں صلح کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ ہتھیار ڈالدے اور اپنے آپ کو سپرد کر دے ؛

پس یہ ایک غلطی ہے کہ شخصیت یا جمہوریت کے الفاظ پر ہم خوش ہو جاتے ہیں ہمارے لئے اسوہ حسنہ خلفاء راشدین کا ہے جو عمل درآمد خلفاء ہی ہمارا ہے اور ہونا چاہیئے۔ وہ مشورہ لیتے تھے اور کرتے وہ تھے جو ان کی رائے میں صواب معلوم ہو۔ یہی اب ہے۔

اس جادہ مستقیم کو ہاتھ سے دینا نہیں چاہیئے۔ بہر حال شخصیت اور جمہوریت پر پھر کبھی موقعہ ہوا تو میں انشاء اللہ الگ لکھونگا۔ سردست میں سیٹھ صاحب کی چِٹھی درج کر دیتا ہوں

(ایڈیٹر)

قاضی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے غالباً جناب سے ملاقات کا نیاز حاصل نہیں مگر کم از کم آپ

میرے نام سے واقف ہیں اس لئے یہ رقعہ ایک اجنبی کی طرف سے نہیں سمجھینگے بلکہ ایک ایسے شخص کے طرف سے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں ہو کر آپ کا بھائی ہے آپ کی کھلی چٹھی مطبوعہ اخبار الحکم جلد ۲۰ نمبر ۴۲ صفحہ ۲ بنام مولوی عبدالرحمن صاحب سپرنٹنڈنٹ میڈیکل برانچ شملہ میری نظر سے گزری چونکہ میں بھی جناب موصوف کی طرح اس بات کا قائل ہوں کہ حضرت مسیح موعود عم کی تحریرات میں اور جماعت احمدیہ میں لفظ نبی اور رسول کا استعمال عام طور پر ہوا ہے تاہم ان الفاظ سے جو نتائج فی زمانہ آپ اور مبائعین حضرت خلیفہ ثانی نکال رہے ہیں وہ نتائج حضرت اقدس کے دعوے مسیح موعود عم سے لیکر خلافت اولی کے خاتمہ تک ہرگز ہرگز نہیں نکالے گئے[1] پھر جب بھی حضرت مسیح موعود عم کی تحریرات کو پڑھتا ہوں اور جب ان تقریروں کو جو اس برگزیدہ کبریا کی زبان مبارک سے میں نے خود سنی ہیں یاد کرتا ہوں اور جب ان تقریروں کو جو میں نے خود نہیں سنی مگر اخبارات الحکم البدر..... وغیرہ میں دیکھ چکا ہوں اور پھر مکرر دیکھتا ہوں تو ان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے لفظ نبی و رسول کا بہت کم استعمال پاتا ہوں اور بجائے اس کے لفظ امام الزمان۔ مامور من اللہ حضرت امام حضرت مسیح موعود عم حضرت مہدی آخر زمان چودہویں صدی صاحب مجدد بلا تکلیف اور اس کثرت سے پاتا ہوں کہ شاید یہ لفظ نبی و رسول ایک ہزار کے مقابل ایک بار ہی استعمال ہوا ہو گا تو معلوم ہوا کہ یہ لفظ نبی و رسول گو ہزار میں ایک بار ہی سہی مگر باعث اختلاف جماعت کبھی نہیں ہوا اور آج جو یہ لفظ باعث اختلاف ہوا ہے تو اس کا کیا سبب ہے[3] جب اس سبب پر غور کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ نبی و رسول باعث اختلاف ہے ہی نہیں۔ اگر باعث اختلاف ہے تو اس لفظ نبی و رسول کے نتائج جو خلافت[4] ثانیہ میں نکلے گئے ہیں وہی ہیں لہذا حقیقت الوحی صفحہ ۲۹۱ کا حوالہ جو آپ نے اپنے مضمون میں دیا ہے اس پر نظر کرنے سے پیشتر[5] جو چیز باعث اختلاف ہے۔ اس کو دیکھنا چاہیئے تاکہ ہم صحیح نتیجہ پر ہم پہنچ سکیں۔ اس بات میں تو آپ کو کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کہ لفظ مبائعین و غیر مبائعین کی ایجاد جماعت احمدیہ میں بزمانہ خلافت ثانیہ ہوئی ہے اور اس ایجاد پر ایک نتیجہ نکالا گیا ہے کہ فرقہ مبائعین (وہ ہے کہ جس نے میاں صاحب کی بیعت کی) وہی مومن ہے اور فرقہ غیر مبائعین یعنے جس نے میاں صاحب کی بیعت نہیں کی۔ وہ فاسق[6] ہیں خواہ انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود عم کے ہاتھ پر بیعت کی ہو یا حضرت خلیفہ اول رضہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہوں پھر اسی فتوے کے ماتحت ان غیر مبائعین کی اقتدا میں نماز پڑھنا بھی مکروہ گردانا گیا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن میں بعض شرعی حیلہ حوالوں کے ماتحت احمدیوں کے نکاح بھی فسخ کرائے

ع[1] معاف فرمائیے یہ صحیح نہیں۔

ع[2] دیکھئے ریویو آف ریلیجنز جس میں ایک مضمون چھپا ہے اور نہایت صفائی سے ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت اور انبیاء سابقین کی نبوت میں کچھ فرق نہیں (ایڈیٹر)

ع[3] یہی کہ مولوی محمد علی صاحب نے تبدیلی عقائد کر لی جس کا ثبوت ایک رسالہ میں مولینا محمد اسمعیل صاحب نے دیدیا ہے[4] خود مسیح موعود نے وہ نتیجہ نکالا ہے دیکھو حقیقۃ الوحی کہ اس میں اس بات پر حضور نے تعجب ظاہر کیا ہے۔ کہ آپ کا فر کہنے والوں اور نہ ماننے والوں کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں[5] جب اس مفہوم میں واضح کر دیا ہے کہ نبی نام پانے کے مسیح موعود مستحق ہیں۔ اور دیگر صلحاء مستحق نہیں تو صاف ثابت ہے کہ مسیح موعود کی نبوت وہ نبوت نہیں جو بمعنی محدثیت دیگر صلحاء امت میں پائی جاتی ہے

ع[6] فاسق کے معنی غیر مومن نہیں بلکہ اس لفظ سے مراد صرف یہ ہے کہ خارج از حلقہ اطاعت ؛

گئے ہیں اب غور طلب امر یہ ہے کہ خلافت ثانیہ کا وجود بتلا رہا ہے کہ اس سے پہلے ایک خلافت اولیٰ کے نام سے ہو چکی ہے اور وہ امر واقعی ہے۔ تو کیا خلافت اولیٰ میں بھی اس کی کوئی نظیر ہے آپ خود اس بات کا اقرار کریں گے کہ ایسی کوئی نظیر نہیں پھر جب اس کے خلاف کوئی نظیر ملے تو یقیناً ثابت ہو گا کہ آپ غلطی پر ہیں ملاحظہ ہو اخبار بدر جلد (۱۱) نمبر ۷ مورخہ ۲۳ نومبر سنہ ۱۹۱۱ء صفحہ ۴ فرمایا (خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے)

جو سنتے ہیں سنیں۔ اور جن تک آواز نہیں پہنچتی ان کو سنا دیں کہ تم کو بیعت کرنے پر کوئی مجبور نہیں کرتا کوئی مارتا نہیں کہ ضرور بیعت کرو۔ ہم کسی کو بلاتے نہیں کسی پر زور نہیں دیتے۔ یہاں بعض عورتیں ہیں۔ جو بیعت میں داخل نہیں۔ حالانکہ اُنکے مرد ہیں۔ ان عورتوں پر کوئی زور نہیں ڈالا جاتا۔ پس جب بیعت اپنے ارادے اور خوشی سے ہے تو اُس پر پکے رہو۔ الخ تقریر بالا سے حسب ذیل تین اُمور واضح ہوتے ہیں:۔

(اوّل) خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے وقت میں بعض احمدیوں نے بیعت کی۔ اور بعض نے نہیں۔

(دوم) بیعت نہ کرنیوالوں کو نہ غیر مبائعین کہا گیا نہ فتوائے فسق ان پر جاری ہوا۔

(سوم) بیعت خلیفۃ المسیح ۱ اپنے ارادے اور خوشی تھی۔

پس واضح ہوا کہ خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی بیعت۔ بیعت ارادی ہے۔ نہ اعتقادی یہ بیعت وہ بیعت نہیں۔ جس سے فتوائے فسق[9] لازم آوے۔ تو پھر یقیناً۔ یقیناً حضرت مسیح موعود ع کی نبوت وہ نبوت نہیں جس سے[10] فتوائے کفر عائد ہوا اور ایسے لوگوں سے شریعت محمدیہ میں بنائے ہوئے کافروں والا معاملہ کیا جاوے پھر ملاحظہ ہو اخبار بدر جلد ۸ نمبر ۴۶۔ ۴۷ مورخہ ۱۶ ستمبر سنہ ۱۹۰۹ء صفحہ اول حضرت امیر المومنین خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا ایک خطبہ چھپا ہے جس اخبار کے ایڈیٹر جناب مفتی محمد صادق صاحب اور اسسٹنٹ ایڈیٹر جناب قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب ہیں (آپ خود مخاطب عریضہ ہذا) جب امیر المومنین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جو بنی اسرائیل نے کیا وہی مسلمانوں نے کیا خدا نے ان کو ایسا دین دیا۔ جو کل دینوں سے بڑھکر ہے ایسی کتاب دی جو کل کتاب اللہ کی جامع ہے ایسا نبی دیا جو تمام انبیاء کا سردار ہے (اور احمدیوں کو تو وہ امام دیا جو تمام اولیاء کا سردار ہے) الخ یہ بریکٹ والا فقرہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا فرمایا ہوا نہیں بلکہ اسسٹنٹ ایڈیٹر جناب قاضی صاحب اکمل کا ہے۔ (یعنی خود آپکا) اس وقت ایڈیٹر مفتی محمد صادق صاحب کی قادیان سے غیر حاضری ہے جو اسی اخبار کے دوسرے صفحہ پر معلوم ہوتی ہے۔ اب آپ خود ہی غور کریں کہ جس وقت یعنی سنہ ۱۹۰۹ء میں آپ نے یہ بریکٹ والا فقرہ لکھا جس میں حضرت اقدس کو زمرہ اولیاء اللہ میں شمار کر کے تمام اولیا کا سردار بنایا اس وقت بھی آپ نے حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۱ کے ان الفاظ کو "جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب

ع[8] ہاں ہے مگر یہی بنائے کیا کسی نے مولوی محمد علی صاحب کی طرح اعلان کیا تھا کہ مسیح موعود کے بعد سلسلہ خلافت نہیں اور ہم بیعت نہیں کرتے۔ ع[8] رسول کریم نے ہی اعلان کیا تھا۔ کہ من شاء فلیؤمن۔ اور خلیفہ ثانی ہی مجبور نہیں کرتے۔ جس کا جی چاہے مانے۔ جس کا چاہے انکار کرے ع[8] اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض احمدیوں کی مریدان غیر احمدی ہیں ...

ع[9] فسق کے معنی بنائے اور من کفر بعد ذلک فاولٰئک ہم الفاسقون کے فتوے سے بچ نہیں سکتے اس آیت کے معنے شہادۃ القرآن میں دیکھیں ع[10] وہی ہے جبھی تو فرمایا۔ جس کو میری دعوت پہنچی اور میرے تسلیم نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے ...

(191)

اس امت میں گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ،، ذرا خوش ہو کر فرماکر لکھا تھا۔ یا نہیں یقیناً اس وقت آپ کی نظروں میں حضرت اقدس کا نبی کا نام پانے میں مخصوص ہونا تمام اولیاء کا سردار ہونا ہی مسلم تھا۔ نہ زمرہ اولیاء اللہ سے نکلکر زمرہ انبیاءؑ میں داخل ہوجانا۔ اگر اس وقت آپ کا وہی عقیدہ ہوتا جو آج آپ سمجھ رہے ہیں اور دوسروں کو سمجھا رہے ہیں تو ہرگز ہرگز یہ ترکیب والا فقرہ آپکے قلم سے لکھا نہ جاتا۔ پھر آپ نے حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۹ کا حوالہ دیکر آپکی مزعومہ نبوت کو ثابت کرنے کے لئے حضرت اقدس کا اپنے عقیدہ نبوت میں تبدیلی فرمانے کا نتیجہ نکالا ہے۔

مگر جب وہ سارا مضمون جو حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۸ سے لیکر صفحہ ۱۵۵ پر ختم ہوتا ہے سارے کا سارا پڑھا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہاں نبوت پر کوئی بحث ہی نہیں سائل کا سوال اور اعتراض فضیلت مسیح موعودؑ کی مسیح عیسیٰ بن مریم اسرائیلی پر ہے حضرت اقدس اسی کے جواب میں اپنی فضیلت[2] ثابت کررہے ہیں۔ اور جو عقیدہ فضیلت کے بارے میں آپکا پہلے تھا اس سے رجوع فرمارہے ہیں اس مضمون سے آپ کی فضیلت اور جماعت فوقیت ثابت ہورہی ہے۔ نہ کہ آپ کی وہ نبوت جو مبائعین حضرت خلیفہ ثانی کے زعم میں۔ آج آرہی ہے چنانچہ صفحہ ۱۵۵ پر اب الفاظ پر بحث مذکورہ بالا کو ختم کرتے ہیں" ہاں میں صرف نبی نہیں بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بھی تا آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ و کمال فیضان[1] ثابت ہو،، اس فضیلت کی تائید میں آنحضرت صلعم کی ایک حدیث بھی ہے جس میں آنحضرت فرماتے ہیں۔ کہ اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو میری اتباع کرتے[2] اس سے صاف معلوم ہوتا ہے حضرت کا امتی ہونا سابقہ نبوتوں سے افضل ہے حضرت مسیح موعودؑ بھی آنحضرت صلعم کے امتی ہیں تو کیوں افضل نہ ہوں قرب الٰہی کا عرفان الٰہی ہے اور وہ کمال صرف امت آنحضرت صلعم کو ہی ملا اسی لئے سابقہ انبیاء نے بھی یہ تمنا کی کہ کاش وہ بھی آنحضرت کے امتی ہوتے حضرت اقدس کا یہ شعر ؎ انبیاء گرچہ بودہ اند بسے من بہ عرفان نہ کمترم زکسے ؏ اسی بات کو ثابت کرتا ہے۔ کہ جس سے بھی مبائعین حضرت خلیفہ ثانی نبوت کا استدلال کر رہے ہیں جو یقیناً غلط استدلال ہے پھر آپ حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۱ کا حوالہ دیکر لکھتے ہیں کہ دوسرے محدثین۔ مجددین کو نبی و رسول کہنا گناہ[3] ہے یہ آپ نے کتنا بڑا کلمہ زبان سے نکالدیا

عـ کیوں نہ لکھا جاتا کیا انبیاء اولیاء اللہ نہیں ہوتے۔ اولیاء کا لفظ دونوں کو شامل ہے۔

عـ جب یہ مسلم ہے کہ غیر نبی۔ نبی سے افضل نہیں ہوسکتا تو حضرت مسیح موعودؑ کا یہ فرمانا کہ میں مسیح بن مریم سے افضل ہوں یقینی ثبوت ہے اس بات کا کہ حضرت مسیح موعودؑ بھی ویسے ہی نبی تھے کہ بلحاظ نفس نبوت دیگر انبیاء کے زمرہ میں داخل ہیں۔

عـ۱ اس تشریح نے ثابت کردیا کہ نبی کے ساتھ امتی کے لفظ نے آپ کی نبوت کا درجہ گھٹایا نہیں۔ بلکہ بڑھایا ہے۔ عـ۲ اگر حضرت مسیح موعودؑ کا یہ مذہب ہوتا کہ امت محمدیہ کا ایک فرد غیر نبی ہوکر بھی نبی حقیقی سے بڑھ سکتا ہے تو حقیقۃ الوحی میں یہ ہرگز نہ لکھتے کہ جب کوئی امر فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اسے جزوی فضیلت سمجھتا کیونکہ وہ مسیح بن مریم انبی ہے۔ یعنی میں اپنے آپکو نبی نہیں سمجھتا تھا۔ اس لئے امر فضیلت کو جزوی قرار دیتا۔

عـ۳ جب حضرت مسیح موعود فرمارہے ہیں۔ کہ دوسرے تمام لوگ اس کے مستحق نہیں۔ تو انہیں ان معنوں میں نبی کہنا جن معنوں میں حضرت مسیح موعود کو کہا جاتا ہے اور کہنا چاہئیے۔ یقیناً گناہ ہے :-

سنئے اگر یہ گناہ ہے تو اسی گناہ میں حضرت خلیفہ اول رضی شامل ہیں جنہوں نے سنہ ۱۹۰۹ء میں باوجود کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ دنیا میں موجود ہونے کے یہ گناہ کیا اور پھر جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل (آپ خود بنفس نفیس) اسسٹنٹ اڈیٹر اخبار بدر بھی شامل ہیں جنہوں نے اس گناہ کو شائع کیا۔ ملاحظہ ہو اخبار بدر جلد ۸ نمبر ۴۴ صفحہ ۳ کالم ۳ حضرت خلیفۃ المسیح رضی ... کا خط ایک شخص کے جواب میں "اگر آپ سن سکیں تو میں ۳۱ مسلم الثبوت اولیاء اللہ کے کلام میں یہ لفظ نبی و رسول[۲] صاف صاف آپ کو دکھا سکتا ہوں"

پیارے بھائی اس حوالہ مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اور مبائعین حضرت خلیفہ ثانی اپنا عقیدہ تبدیل کر رہے ہیں نہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی اپنا عقیدہ تبدیل کیا خلیفہ اول نے نہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ لوگوں کا ظلم ہے جو ان بزرگوں کی وفات کے بعد ان پر لگا رہے ہیں اگر انہوں نے تبدیلی عقیدہ کی ہوتی تو جو فتوے اس عقیدہ کی بنا پر خلافت ثانیہ میں دیئے جاتے ہیں وہ حضرت اقدس کی زندگی میں یا از کم حضرت خلیفہ اول رضی کے زمانہ میں دیئے جاتے آپ کی کھلی چٹھی میں آپ فرماتے ہیں حضرت مسیح موعود[۳] کی نبوت انبیاء سابقین جیسی تھی۔ نہ محدثین جیسی الخ جب اس پر غور کیا جاتا ہے تو حضرت اقدس اپنی نبوت سے ہرگز ہرگز وہ نبوت مراد نہیں لیتے جو آپ لے رہے ہیں ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸ "اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے" اسی سلسلہ مضمون کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں "کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہیگی" اس حوالہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نبوت سابقہ ختم ہو گئی صرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ[۱] تاقیامت جاری ہے اس جاری چیز کو آپ ظلی نبوت فرماتے ہیں اور اس کے لئے آنحضرت صلعم کا امتی ہونا شرط قرار دیتے ہیں اس نبوت ظلیہ میں امت محمدیہ کے تمام افراد جو آنحضرت صلعم کے بعد ہوئے اور تاقیامت آئیں گے شریک ہیں۔ پھر تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸ میں آپ فرماتے ہیں۔ "اے نادانو میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کے مقابل کھڑے ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلعم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں بس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنے آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ رکھتے ہیں۔ میں اس کی کثرت کا نام بموجب[۲] حکم الٰہی نبوت لکھتا ہوں۔" حوالہ مذکورہ بالا سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ دوسرے مسلمانوں میں اور حضرت اقدس میں صرف لفظی نزاع ہے نہ اعتقادی اور یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ لفظی نزاع میں نہ کفر لازم آتا ہے نہ کوئی اسلام سے خارج ہوتا ہے ہاں آپ لوگ اب اعتقادی نزاع بنا رہے ہیں۔ جو حضرت اقدس کا کلام رد کر رہا ہے۔ یہ حوالے مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ہیں ورنہ ایسے حوالجات اگر حضرت اقدس[ؑ] کی کتب میں سے لکھنے بیٹھوں تو ایک انبار ہو جاوے غرض خلاصہ یہ ہے کہ حضرت اقدس[ؑ] کی نبوت محدثین و مجددین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

---

[۱] یہی مکالمہ مخاطبہ جب ایسی کثرت و کیفیت کو پہنچ جائے کہ زمانہ میں اس کی نظیر نہ پائی جائے تو اسے نبوت کہتے ہیں دیکھو الوصیت اور حقیقۃ الوحی ۔

[۲] پھر غیر مبائعین کیوں حضرت مسیح موعود کو نبی کہنے سے چڑتے ہیں۔

[۳] اس کا مطلب دیکھو نمبر ۳ میں

جیسی ہی تھی۔ انبیاء سابقین جیسی انبیاء سابقین کی نبوت مستقل براہ راست تھی۔ ان میں ایسا کوئی نبی نہیں ہوا۔ جس نے کسی نبی مطبوع کی فیض نبوت سے نبوت پائی ہو بالکل کھلی بات ہے کہ جب نبوت سابقہ کی نوعیت الگ ہے تو اس کی کیفیت اور ماہیت بھی الگ ہوئی اور یہاں پر حضرت اقدس کی نبوت کی نوعیت الگ ہے تو اس کی کیفیت اور ماہیت بھی الگ ہونی چاہیئے پھر ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ حضرت اقدس کی نبوت ویسی ہی تھی جیسے انبیاء سابقین کی امور روحانیہ کے سمجھنے کے لئے مشہودات و محسوسات بطور گواہ کے ہیں اسی فلسفہ کو قرآن شریف نے بتایا ہے ہمذا آپ مشہودات کی اس مثال پر سوچیں تو آپ کو آپ کی غلطی کھلی کھلی نظر آئیگی وہ یہ ہے کہ آفتاب عالمتاب سے نور ماہتاب اپنا نور حاصل کرتا ہے خواہ ہلال ہو یا قمر ہو یا بدر ہو پہلی کی رات سے چودھویں تک روشنی تو اسی آفتاب سے ملتی ہے تاہم آفتاب آفتاب ہے اور ماہتاب ماہتاب ہے آفتاب کی روشنی خانہ زاد ہے۔ اور ماہتاب کی مستعار ہے جس طرح آفتاب کی روشنی کی نوعیت الگ ہے۔ اس کی کیفیت و ماہیت بھی الگ ہے اس طرح ماہتاب کی روشنی کی نوعیت الگ ہے اور کیفیت و ماہیت میں بھی فرق مگر ماہتاب کی پہلی سے لیکر چودھویں تک کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں نہ کیفیت و ماہیت میں اسی مثال پر آفتاب نبوت نبی کریم صلعم کو دیکھو انبیاء سابق کے آپ ہی آخری نبی ہیں اور محدثین و مجددین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو ماہتاب سے مشابہت دو کیونکہ یہ مقدس گروہ نور اسی آفتاب سے حاصل کرتا ہے اگر محدثین۔ مجددین سابقین مانند پہلی یا اس کے بعد کے ہیں تو حضرت اقدس چودھویں کے بدر تھے اور چودھویں کی نوعیت ایک ہی ہے۔ اگر ایک نے کم نور حاصل کیا تو دوسرے نے زیادہ اور چودھویں نے پورا نور حاصل کر لیا اسی طرح حضرت اقدس بھی ماہتاب کی طرح گروہ محدثین و مجددین رضوان اللہ علیہم اجمعین میں داخل ہیں۔ نہ کہ آفتاب نبوت کی طرح زمرہ انبیاء میں۔ دیگر آپ نے صفحہ ۳۹۱ حقیقت الوحی پر بڑا دارومدار اپنے اعتقاد کا رکھا ہے۔ اگر صفحہ ۳۹۰ کو آپ دیکھتے تو ساری حقیقت کھل جاتی ہے۔ میں نے بفضل خدا دیکھا ہے۔ اور خوب غور کیا ہے۔ اور مجھے اُمید ہے کہ جو شخص اس کو پڑھیگا۔ تو ضرور وہ اس حقیقت تک پہنچ جائے گا۔ جس پر میں پہنچا ہوں ملاحظہ ہو۔ حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۰۔ اور پھر ایک نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے۔ ایسا کوئی دعوےٰ نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں اُمتی ہوں۔ اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں۔ اور نبی سے مراد صرف اسی قدر کہ خدا تعالےٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں۔ بات یہ ہے۔ کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے۔ کہ اگرچہ اس اُمت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف کیا جائے۔ اور بکثرت اُمور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں۔ وہ نبی کہلاتا ہے اس سلسلہ مضمون میں آگے چلکر لکھتے ہیں۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء و ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذرے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ پھر اسی سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہو جائے الخ حوالہ مذکورہ بالا میں جن الفاظ کے سامنے خط کشیدہ ہے وہ

خود حضرت اقدسؑ کا ہے صفحہ ۳۹۰ و ۳۹۱ کا سارا مضمون پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدسؑ مجدد صاحب سرہندی کے کلام کو اپنے لئے لفظ نبی کا جایز بنانے کے لئے تائیداً لے رہتے ہیں اور مجدد صاحب سرہندی کو چونکہ مسلمان اہل اللہ میں شمار کرتے ہیں اس لئے ان کے کلام سے اپنے مخالفین مسلمانوں کو ملزم کر رہے ہیں اور خود اپنے عقیدہ حقہ کو ظاہر کر رہے ہیں کہ جس نبوت کا وعظ کرنا قرآن شریف کے رو سے منع ہے اس کا کوئی دعوا نہیں۔ یہی وہ دعوا نبوت ہے۔ (جس سے قرآن شریف منع کرتا ہے) جس کے انکار سے کفر لازم آتا ہے اور حضرت اقدسؑ کا ایسا کوئی دعویٰ نہیں پاس چٹھی کو ختم کرنے سے پہلے آپکے اس الزام کی تردید ضروری ہے جو تبدیلی عقیدہ کے بارے میں آپ حضرت اقدسؑ پر لگا رہے ہیں لیکن میں اپنے الفاظ میں کچھ نہیں کہتا بلکہ خود حضرت اقدسؑ کا کلام ابتدائے دعوئے مسیح موعودؑ میں سے ایک اور وفات سے قریب زمانہ کا ایک پیش کرتا ہوں جس سے واضح ہو جائیگا کہ آپنے کوئی تبدیلی اپنے عقیدہ میں نہیں کی ہاں شاگردوں کی مہربانی ہے کہ خود گناہ کرتے ہیں اور تہمت اپنے استاد پر لگاتے ہیں (پہلا) توضیح مرام الہامی صفحہ ۹۱ کتاب ابتدائی دعوئے مسیحیت (جس پر کوئی تاریخ اشاعت نہیں) فاعلم ارشدک اللہ تعالےٰ ان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوت وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یبق من النبوت الا المبشرات الخ (دوسرا) چشمہ معرفت صفحہ (۱۸۰) تاریخ اشاعت ۲۰ مئی ۱۹۰۸ء ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں میں صرف لفظی نزاع ہے اور یہ ہے کہ خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنی پیشگوئی پر مشتمل ہوں نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں اور ایسا شخص جس کو کثرت پیشگوئیاں بذریعہ وحی دی گئی ہوں یعنے اس قدر کہ اس کے زمانہ میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں کیونکہ نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آیندہ کی خبریں دے۔ مگر ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الہیہ کے تو قائل ہیں لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے نام موسوم نہیں کرتے۔ حالانکہ نبوت صرف آیندہ کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو بذریعہ وحیؑ الہام ہو اور ہم بر اسپر اتفاق رکھتے ہیں کہ شریعت قرآن پر ختم ہو گئی ہے صرف مبشرات یعنی پیشگوئیاں باقی ہیں۔ مذکورہ بالا دونوں حوالے جو قریباً ۲۰ سال کے فاصلہ میں لکھے گئے ہیں واضح طور سے بتلاتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ نے اپنے عقیدہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ پہلے میں نبی کریم صلعم کے الفاظ لکھتے ہیں "لم یبق من النبوت الا المبشرات اور دوسرے میں لکھتے ہیں کہ ہم میں یعنے ہمارے مخالف مسلمان اور ہم بھی اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ صرف مبشرات باقی ہیں ایک ہی چیز ہے جو پہلے تھی وہ اخیر تک رہی۔ نبوت کے معنی آپ پیشگوئی[ع۲] لے رہے ہیں۔ آپکا خاکسار اسماعیل آدم

عاء ... بقریب ہوا در تعریف جامع و مانع ہوتی ہے پس آپ اس تعریف سے اگلے انبیاء کو نبی نہیں سکتے ہم مسیح موعود کی نبوت کے یہی معنی سمجھتے ہیں مگر جب اگلے انبیاء بھی اسی بموجب انبیاء ہم (۲) نبی کہلاسکتے تو کیا ہم مسیح موعود بھی اسی زمرے میں شامل ہونگے۔

ع۲۔ پیشگوئیوں کی وجہ سے ہی اگلے انبیاء۔ انبیاء کہلائے پس مسیح موعود بھی اسی وجہ سے نبی کہلائینگے۔